فیشن پرستی اور اس کا علاج

مولانا محمد رضوان قاسمی صاحب

دوسری قسط

یاد رکھیے! اسلام اپنے ماننے والوں کو صفائی، پاکیزگی، خوش پوشاکی اور زیبائش و آرائش کی ایک حد تک اجازت دیتا ہے، مگر "فیشن" جس معنی و مفہوم میں استعمال کیا جاتا ہے اس کی وہ قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ وجہ یہ ہے کہ انسانی زندگی پر اس کے بڑے مضر، مہلک اور تباہ کن اثرات مرتب ہوتے ہیں جن کی طرف اوپر اشارے کیے گئے ہیں۔ ان مضر اثرات کو خلاصے کے طور پر ایک بار پھر نگاہ میں لے آیئے مثلاً فیشن پرستی کی وجہ سے:

☆ ہیجان انگیز جذبات پیدا ہوتے ہیں، فکری اور ذہنی کشمکش ہمیشہ برپا رہتی ہے، چین کی نگری در سکون کی بستی سے فاصلہ بہت دور ہو جاتا ہے۔

☆ حرص وہوس کی آگ ہمیشہ سلگتی رہتی ہے، کسی مقام پر پہنچ کر انسان کی خواہش دم نہیں توڑتی۔ قناعت جو سب سے بڑی دولت ہے اس سے محرومی رہتی ہے۔

☆ اسراف اور فضول خرچی کی عادت ہو جاتی ہے اور یہ عادت انسان کو محتاجی، غربت اور قرض کی چوکھٹ تک لے آتی ہے اور مختلف مالی جرائم کا ارتکاب بھی کراتی ہے۔

☆ فخر وغرور، ریاونمود اور تصنع و تکلف کا جذبہ، پروان چڑھتا ہے، جھوٹی نمائش کی لعنت گلے پڑ جاتی ہے۔

☆ واقعی اور حقیقی ضرورتوں پر زیبائش و آرائش کے حسین و نازک سامانوں کو ترجیح دی جانے لگتی ہے، اس صورت میں اگر آمدنی کم ہوئی تو انسان قرض در قرض کے چکر میں گرفتار ہو کر معاشی پریشانی کا شکار بن جاتا ہے۔ آپ اپنی کھلی آنکھوں سے اپنے محلے، پڑوس بلکہ خود اپنے گھر میں اس کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

☆ ہر وہ چیز جو اپنے اندر عارضی چمک دمک رکھتی ہے، اور نظر کو خیرہ کرتی ہے وہ مرکزِ توجہ بن جاتی ہے۔ جوہری خصوصیات اعلیٰ مقاصد اور دائمی طور پر نفع رساں، چیزوں سے نظر ہٹ جاتی ہے۔ دنیا سے تعلق اور آخرت سے بے تعلقی بڑھ جاتی ہے۔

☆ وقت جو انسان کے پاس سب سے بڑا سرمایا ہے وہ بے دردی کے ساتھ ضائع ہوتا رہتا ہے اور دانا انسان کی اس دانائی پر کہا جا سکتا ہے کہ وہ اشرفیاں تولتا ہے اور کوئلوں پر مہر کرتا ہے جواہرات دیتا ہے اور سنگریزے خریدتا ہے۔ پھولوں کو پھینکتا ہے اور کانٹوں کو چنتا ہے۔

☆مردانگی، شجاعت، محنت اور جفاکشی کا جوہر انسان کی زندگی سے نکل جاتا ہے، ناز و انداز اور عیش و عشرت کی زندگی اپنی بندگی پر انسان کو مجبور کرتی ہے۔

☆مرد اور عورت کا مخصوص حلیہ بگڑ جاتا ہے، دونوں کا جو باہمی امتیاز ہے وہ ختم ہو جاتا ہے۔ خالق نے ان دونوں کے لیے گھر اور باہر کے اعتبار سے الگ الگ جو فرائض متعین کیے ہیں، اس کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں نت نئی برائیاں معاشرے میں گھس آتی ہیں، بے حیائی، عریانی، فحاشی، زناکاری، خانگی ابتری، آخر کس کس کا ذکر کیا جائے۔

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

☆ملی تشخص و امتیاز نظر سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ دیگر قوموں کی وضع قطع رہن سہن زبان و بیان اور تہذیب و معاشرت کو شعوری یا غیر شعوری طور پر اپنا لیا جاتا ہے۔

اس مرحلے پر پہنچ کر ہم مسلمانوں سے بڑی دل سوزی کے ساتھ یہ کہیں گے کہ وہ اس حقیقت کو اپنے دل و دماغ میں بسالیں کہ اسلام ایک ایسا مکمل نظام ہے جو انسانی زندگی کے اعتقادی، فکری، اخلاقی اور عملی تمام پہلوؤں کو پوری طرح گھیرے ہوئے ہے، کچھ اسی طرح جس طرح کہ ہوا کا کرہ اس زمین کو چاروں طرف سے اپنی آغوش میں لیے ہوئے ہے، دوسرے مختصر لفظوں میں اسلام ایک مکمل دین اور مستقل تہذیب ہے۔ دنیا کا کوئی دین اور کوئی مذہب اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ پھر یہ بڑی بے غیرتی اور سفلہ پنی کی بات ہو گی کہ ہم ایسے مکمل دین اور ایسی مستقل تہذیب کو چھوڑ کر دوسرے ناقص دین اور غیر مستقل تہذیب کی کاسہ لیسی کریں۔ دیکھئے، ایک دل دردمند شاعر (مولانا مفتی محمد شفیعؒ) آپ سے پکار کر کہہ رہے ہیں:

سرِ تسلیم خم ہے ہر نئے فیشن پہ کیوں تیرا
کہاں جاتی رہی مسلم وہ تیری وضع خودداری
زمانہ نقل کرتا تھا تری ہر وضع و ہیئت کی
مسلم تھی جہاں میں تیری دانائی و ہشیاری
ترے قانون فطرت میں گدا و شاہ یکساں تھے
نرالا تھا جہاں سے تیرا آئین جہانداری
تری ہمت کے آگے کوہ و دریا سب برابر تھے
ترا عزم اور استقلال کل عالم پہ تھا بھاری
ستم ہے نام لیتے ہیں نصاریٰ کی عداوت کا
مگر نصرانیت اور مغربیت دل سے ہے پیاری

کیا مسلمان نہیں جانتے کہ بارگاہ الٰہی سے یہ اعلان ہو چکا ہے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام. اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔"

کیا وہ اس شاہی فرمان سے بھی ناواقف ہے جس میں صرف لفظوں میں کہا گیا ہے، "ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ، وھو فی الاخرۃ من الخسرین" اسلام کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہیے، اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا، اور آخرت میں وہ ناکام ونامراد رہے گا۔"

کیا خدا کے آخری نبی ﷺ نے دوٹوک الفاظ میں یہ نہیں فرمایا تھا، "میں نے تمھارے سامنے اللہ کے دین کو بالکل روشن اور شفاف صورت میں رکھا ہے، اگر آج موسیٰ بھی زندہ ہوتے تو اُن کے لیے بھی میری پیروی کے سوا چارۂ کار نہ تھا۔" سوچیے جب نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کی لائی ہوئی شریعت کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہی تو دوسرے اشخاص اور اُن کے علوم وافکار اور نظریات وتجربات اور تہذیب وتمدن کی کیا وقعت باقی رہتی ہے۔

آخر یہ کیا ستم ظریفی ہے کہ فلمی دنیا میں بمبئی کے اُفق پر جو "ستارے" چمکتے ہیں، اُن سے ہم اپنی معاشرت، رہن سہن، تراش خراش اور وضع قطع کے بارے میں تو "روشنی" حاصل کریں، لیکن کملی والے آقا (ﷺ) نے سرزمین حجاز میں جو یہ فرمایا تھا "میرے صحابی" ستاروں کی طرح ہیں، ان میں سے کسی کی تم پیروی کروگے، ہدایت پاؤگے۔" توان "ستاروں" سے نور حاصل کر کے اپنے اخلاق وکردار، افکار واعمال اور معاشرت ومعاملات کو نورانی بنانے کی کوئی فکر نہیں؟۔ کس قدر بدل گیا ہے مذاق، کتنی بیمار ہوگئی ہے روح اور کس درجہ مردہ ہوگئی ہے دینی حس؟ الامان والحفیظ!

مسلمان یہ یاد رکھیں کہ۔ جس طرح ہر شخص کا مزاج جدا ہے اور اُس کے اعتبار سے اس مرض کا سبب اور علاج جدا ہوتا ہے، اسی طرح قوموں کا مزاج بھی مختلف ہے اور ہر قوم کے مرض کا سبب اور علاج بھی اسی کے موافق مختلف ہوتا ہے۔ اگر انگریز خدا اور خدائی احکام سے غافل ہو کر خود پرستی، عیاری کے ذریعہ دنیوی ترقیات کا اعلیٰ مرتبہ حاصل کر سکتے ہیں یا ہندو سود خوری اور بت پرستی میں رہ کر عیش ومسرت کی زندگی گزار سکتے ہیں تو یہ لازم نہیں کہ مسلمان بھی یہ اعمال اختیار کر کے دنیا میں کسی وقت عزت وراحت پاسکیں۔ مسلمانوں کی دینی ودنیوی راحت وعزت اور اطمینان وفلاح حق تعالیٰ نے اپنی اطاعت میں رکھی ہے۔ معصیت وگناہ مسلمانوں کے قومی مزاج کے لیے سم قاتل اور صرف طاعت وعبادت ہی ان کے ہر مرض کی دوا ہے:

زہر مرض کہ بنالد کے شراب وہید
دوا یکے ست بدارالشفاء میکدہا

کاش مسلمان اس نسخۂ شفا کا استعمال اور اس کی بتلائی ہوئی مضر چیزوں سے پرہیز کا اہتمام کرنے لگیں تو اپنے اسلاف کی طرف پھر دیکھ لیں کہ ساری دنیا اُن کی غلام اور راحت وعزت اور عیش وعشرت اُن کی مملوکہ جاگیر ہے۔

♦♦♦♦♦